صرف ایک ہزار میں پورا بینک بمعہ 25 ارب روپے بطور تحفہ دے دیا گیا

شیئر ہولڈرز راتوں رات جمع پونجی سے محروم، حکومتی شخصیت کا نام زیر گردش، سیکیورٹی ایکسچینج کمیشن کیوں خاموش رہا

سرکاری افراد اور کاروبار میں فصیل ہونی چاہئے، سانحہ صفورا کا پستول لائسنسڈ تھا

’’دنیا کامران خان کیساتھ‘‘ میں انکشافات

لاہور (دنیا نیوز) پروگرام ’’دنیا کامران خان کیساتھ‘‘ میں ایک ہولناک حقیقت کا انکشاف ہوا ہے۔ صرف ایک ہزار میں پورا بینک بمعہ 25 ارب روپے بطور تحفہ دے دیا گیا۔ سینئر تجزیہ کار کامران خان نے بتایا کہ چار ماہ پہلے 7 مئی کو سٹیٹ بینک نے KASB بینک کو بینک اسلامی میں ضم کر دیا اور 105 برانچوں پر مشتمل اس بینک کی قیمت صرف ایک ہزار روپے لگائی گئی۔ سٹیٹ بینک نے KASB بینک کے مالی معاملات چلانے کے لئے بینک اسلامی کو ابتدائی طور پر دس سال کے لئے 5 ارب روپے قرض دیا جس کی شرح سود اعشاریہ ایک فیصد تھی اور اس کے بعد ان کو مزید 20 ارب روپے دیئے گئے۔ اس طرح اس بینک کی ایک ہزار قیمت مقرر کرنے سے بینک کے 9 ہزار شیئر ہولڈرز کے ایک ارب 95 کروڑ روپے کے شیئرز کی قیمت صفر ہو گئی۔ اس ڈیل کا براہ راست فائدہ بینک اسلامی کی شیئر پرائس کو بھی ہوا اور اس کی قیمت جو ساڑھے آٹھ روپے تھی اس میں پچاس فیصد تک اضافہ ہوا اور وہ ساڑھے 12 روپے فی شیئر تک پہنچ گئی۔ KASB بینک کے انضمام کے وقت اس کے اثاثوں کی مالیت کچھ یوں تھی۔ مارکیٹ ویلیو کی بنیاد پر نان پرفارمنگ لونز کے مقابل سکیورٹیز کی مالیت 10 ارب تھی۔ ڈیفرڈ ٹیکس محتاط اندازے کے مطابق 5 ارب روپے کا تھا جبکہ بینک کی سکیورٹیز کے 78 فیصد شیئرز کی قیمت دو ارب روپے بنتی تھی۔ شکر گنج فوڈز میں 42 فیصد شیئرز کی ملکیت جن کی قیمت کم از کم ساڑھے 6 ارب روپے بنتی تھی جبکہ رئیل اسٹیٹ اور دبئی کے ریپٹن سکول میں سرمایہ کاری 3 ارب روپے کی تھی مگر اس کے باوجود اس بینک کی صحت کو انتہائی ناقص قرار دیا گیا اور اس کے لئے آڈیٹر کا انتخاب کیا گیا اور اس کی رپورٹ پر فیصلہ کیا گیا۔ اس پورے معاملے کی ابتدا اس وقت ہوئی جب سٹیٹ بینک نے KASB بینک پر 14 نومبر 2014 کو مالی پابندی لگا دی اور ریگولیٹری سرمایہ کی کمی کو وجہ بتایا حالانکہ چار اور دیگر بینک جن میں بینک اسلامی، سمٹ بینک، دبئی اسلامک بینک اور سلک بینک شامل ہیں ان شرائط پر پورا نہیں اترتے تھے، 31 دسمبر 2014 کو بینک اسلامی کی کل ایکوٹی

6ارب روپے تھی، سلک بینک کی 5.01ارب روپے، دبئی اسلامک بینک کی 7.439ارب روپے تھی جبکہ سٹیٹ بینک کے قواعد کے مطابق یہ نمبر کم از کم 10ارب روپے ہونا چاہئے تھا۔ یہ سوال بھی بہت اہم ہے کہ صرف KASB بینک ہی کو کیوں نشانہ بنایا گیا اور اس کے شیئرز ہولڈرز کا کیا قصور تھا جو راتوں رات اپنی جمع پونجی سے محروم ہو گئے۔ اس معاملے میں یہ سوال بھی اہم ہے کہ اس میں سکیورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کا کیا کردار تھا اور وہ کیوں خاموش رہا۔ سٹیٹ بینک کا موقف ہے کہ اس کارروائی کا مقصد بینک کے ڈیپازٹرز کا تحفظ تھا۔ ممتاز ماہر معاشیات سابق وزیر خزانہ سلمان شاہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سٹیٹ بینک کو ثابت کرنا ہوگا کہ اس سے بہتر کوئی اور آپشن نہیں۔ بینکاری ہو یا توانائی یا کوئی اور شعبہ حکومت کا اعتبار اور ساکھ نہیں رہی اور مفادات کا ٹکراؤ ہر چیز میں نظر آتا ہے۔ میزبان نے بتایا کہ سکیورٹی ایکسچینج کمیشن اس معاملہ کی بھی تحقیقات کر رہا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی حکومتی شخصیات تو نہیں ہے۔ اس حوالے سے حکومت سے منسلک ایک اہم شخصیت کا نام بھی آ رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخصیت ڈاکٹر مفتاح اسماعیل بھی ہیں جو وزیر اعظم کے معاون، وزیر مملکت اور چیئرمین سرمایہ کاری بورڈ ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر مفتاح اسماعیل سوئی ناردرن کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین بھی ہیں۔ کامران خان نے کہا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سرکاری افراد اور کاروبار میں فصیل ہو۔ علاوہ ازیں پروگرام کے میزبان نے انکشاف کیا کہ سانحہ صفورا میں مرکزی دہشت گرد طاہر عرف سائیں نے جس پستول سے 30 بے گناہ لوگوں کی جانیں لیں وہ لائسنسی تھا اور محکمہ داخلہ سندھ نے اس کے نام پر جاری کیا تھا۔ یہ اسلحہ اس نے کس دکان سے لیا۔ اس کے کون لوگ مددگار تھے۔ تحقیقات کے دوران یہ تمام باتیں پراسرار طور پر چھپالی گئی تھیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ کراچی کے علاقے ڈیفنس سے گرفتار کیمیکل کے تاجر شیبا احمد نے ایک پاکستانی نژاد امریکی شہری حسین قمر عرف شبلی کو معاونت کے لئے پاکستان بلایا تھا۔ شبلی فشر مین کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے وائس چیئرمین سلطان قمر صدیقی کا بھائی ہے، اس طرح کرپشن اور بزنس کا دہشت گردی سے تعلق بھی سامنے آ گیا تھا۔ ذرائع کے مطابق جس دکان سے اسلحہ خریدا گیا اس کو معاونت کے الزام میں گرفتار کئے جانے کا امکان ہے۔ اطلاعات کے مطابق طاہر عرف سائیں کے نعیم ساجد سے تعلقات تھے اور وہ اکثر اس کے گھر میں بھی رہتا تھا۔

روزنامہ دنیا کی رپورٹ پر اسٹیٹ بینک کی وضاحت

بینکاری صنعت کے ضابطہ کار کی حیثیت سے بینک دولت پاکستان کھاتے داروں کے مفادات کے تحفظ کا ذمہ دار ہے۔ اس ضمن میں مئی 2015ء میں مروجہ بینکاری قوانین اور ضوابط کی روشنی میں تیار کی گئی اسکیم کے تحت کالعدم کے اے ایس بی بینک کا بینک اسلامی پاکستان لمیٹڈ میں کامیاب انضمام عمل میں لایا گیا۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد کالعدم بینک کے ڈیڑھ لاکھ کھاتے داروں، جن کے کھاتوں کی مالیت 57 ارب روپے تھی، کے تحفظ کے ساتھ ساتھ صنعت بینکاری کو غیر یقینی صورتحال سے بچانا تھا۔

اس تناظر میں 18 ستمبر 2015ء کو روزنامہ دنیا میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کیے گئے دعوے حقائق کے منافی اور گمراہ کن ہیں۔

یاد رہے کہ کالعدم کے اے ایس بی بینک کم سے کم سرمائے کی شرح (MCR) اور شرح کفایت سرمایہ (CAR) کی 2009ء سے پابندی نہیں کر رہا تھا اور وہ صنعت بینکاری کا واحد بینک تھا جس کی شرح کفایت سرمایہ منفی تھی چنانچہ تکنیکی لحاظ سے وہ دیوالیہ (insolvent) تھا۔ کالعدم بینک کی ادائیگی کرنے کی کمزور حالت کے پیش نظر اسٹیٹ بینک نے اسے وقتاً فوقتاً ہدایات دیں اور اپنے قوانین کا پابند بنانے کی ہر ممکن سعی کی۔ تاہم نہ تو بینک مالکان مقررہ سرمایہ کاری کے وعدے پورے کر سکے اور نہ ہی خود کسی اور بینک میں ضم کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ اس کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کو کھاتے داروں اور دیگر متعلقہ فریقوں کے بہترین مفاد میں وفاقی حکومت سے بینک پر ادائیگی کے التوا کے نفاذ کی درخواست کرنی پڑی۔ وفاقی حکومت نے بینک پر التوا نافذ کیا اور اسٹیٹ بینک کو یہ ہدایت بھی کی کہ قانون کے مطابق تشکیل نو/انضمام کی اسکیم تیار کرے۔

جہاں تک سیالیت (Liquidity) میں تعاون کا تعلق ہے تو ذہن نشین رہنا چاہیے کہ جب بھی بینکوں کو سیالیت کے دباؤ کا سامنا ہو یا ان کے کھاتوں میں دستیاب رقوم میں سے ڈپازٹس غیر متوقع طور پر نکلوائے جانے لگیں تو کمی کو پورا کرنے کی غرض سے یہ مرکزی بینکوں کی معمول کی کارروائی ہوتی ہے کہ بینکوں کو رقوم فراہم کریں۔ کالعدم کے اے ایس بی بینک پر سے التوائے ادائیگی کی پابندی اٹھائے جانے اور بینک اسلامی کے ساتھ اس کے انضمام کے بعد یہ اندازہ تھا کہ کھاتے دار بھاری رقوم نکلوائیں گے چنانچہ بینک اسلامی پاکستان کے کھاتے داروں کو مشکلات سے بچانے کے لیے بینک کو 15 ارب روپے تک کی سیالیت محدود مدت کے لیے دی گئی جو صکوک کی سیکورٹی کے ذریعے مکمل طور پر محفوظ ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کے تحت پاکستان کا مرکزی بینک ایسی سیالیت فراہم کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ ماضی میں بھی کئی بینکوں کو یہ سہولت فراہم کی جا چکی ہے۔ کالعدم کے اے ایس بی بینک کی بیلنس شیٹ میں موجود اثاثوں کی مالیت اور واجبات کے مابین فرق کو پورا کرنے کے لیے بینک اسلامی کو 5 ارب روپے کے طویل مدتی قرضے کی سہولت صکوک کے عوض فراہم کی گئی۔ چونکہ آزاد آڈٹ فرم کی رپورٹ کے مطابق کالعدم کے اے ایس بی بینک کے اثاثوں کی مالیت بالمقابل قابل ادائیگی واجبات (بشمول ڈپازٹس) کے منفی تھی لہٰذا اس بینک کے حصص داران اپنے حصص کی قدر حقیقتاً کھو چکے تھے۔

واضح رہے کہ جب بھی اسٹیٹ بینک نے عمومی طور پر مسئلے کا شکار کسی بینک (problem bank) کا تصفیہ (resolution) کیا ہے یا اسے سنبھالا دیا ہے تو خریدار بینک کو فنانسنگ کی سہولتیں فراہم کی ہیں۔ مزید یہ کہ امریکہ اور انگلینڈ سمیت مختلف معیشتوں میں متعدد مثالیں ہیں جہاں ضابطہ کار اور خود حکومت نے بینکوں کو بیل آؤٹ کرنے اور مجموعی مالی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے اربوں ڈالر دیے۔ مثال کے طور پر امریکی ٹریژری نے 2007-8ء کے عالمی مالی بحران کے بعد بینک آف امریکہ، سٹی گروپ، جے پی مورگن چیز، ویلز فارگو، گولڈمین ساکس اور مورگن اسٹینلے وغیرہ کو بھاری

رقوم دیں۔ ایک معمولی ٹوکن قیمت پر بینکوں کی فروخت کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، مثلاً Barings Bank UK کی ایک پونڈ قیمت پر ING group کو فروخت، اور Lehman Brothers USA Asia Pacific Business کی صرف دو امریکی ڈالر کے عوض Nomura Holdings کو فروخت کوئی پرانے واقعات نہیں ہیں۔ جن اثاثوں کا ذکر دنیا نیوز کی خبر میں کیا گیا ہے ان کے مقابلے میں کے اے ایس بی بینک پر واجبات اس سے کہیں زیادہ تھے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ اس طرح یہ تاثر دینا کہ ایک ہزار روپے کے عوض بینک کے اربوں روپے کے اثاثے بیچ دیے گئے ہیں بالکل غلط سمجھ پر مبنی ہے اور اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا بین الاقوامی مثالوں کے برخلاف اسٹیٹ بینک نے بینک اسلامی کو سرکاری رقوم نہیں دیں بلکہ صرف قلیل وطویل مدتی فنانسنگ کی سہولتیں دی گئیں جو صکوک کے عوض مناسب طور پر محفوظ (secured) تھیں جو مقررہ تاریخوں پر قابل ادائیگی ہوں گی۔

اسٹیٹ بینک کے موقف/اقدام کے درست ہونے کی تصدیق معزز عدالت اسلام آباد ہائی کورٹ میں ہو چکی ہے۔ اس تناظر میں یاد رہے کہ کالعدم کے اے ایس بی بینک پر التوائے ادائیگی (moratorium) کے نفاذ کے بعد سابق اسپانسرز نے خود ہی اسلام آباد ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کی تھی جو انہوں نے بعد میں غیر مشروط طور پر واپس لے لی تاہم بعد ازاں انہوں نے اسی عدالت میں ایک اور رٹ پٹیشن دائر کی۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے پٹیشن کو کمزور قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کر دیا۔

کسی بھی ادارے میں سرمایہ لگانے والوں کو سرمایہ وصول کرنے والی کمپنی/بینک کی کارکردگی کا بغور جائزہ لینا چاہیے کیونکہ اگر کمپنی ناکام ہو جاتی ہے تو ان کا سرمایہ ضائع ہو سکتا ہے۔ کالعدم کے اے ایس بی بینک کے حصص دار 2009ء سے بینک کی ناقص کارکردگی کے باوجود جس کی رپورٹ شائع شدہ سالانہ، ششماہی اور سہ ماہی اکاؤنٹس میں دی جاتی رہی، اپنے سرمائے کے تحفظ میں ناکام رہے۔

اسٹیٹ بینک اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ کالعدم کے اے ایس بی بینک کے التوائے ادائیگی اور انضمام کی اسکیم سے متعلق تمام اقدامات کھاتے داروں کے مفاد کے تحفظ کے بنیادی مقصد کے تحت بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء اور ایس بی پی ایکٹ 1956ء میں موجود قانونی شقوں کے مطابق کیے گئے۔ اسٹیٹ بینک کھاتے داروں کے مفاد میں ہر فورم پر اپنے موقف کا دفاع کرتا رہے گا۔

****